از عدالت عظمی

اندر مانی اور دیگران

بنام

متھیواری پرساد اور دیگران

10 اکتوبر 1996

[اے۔ایم۔احمدی، چیف جسٹس۔اور سجاتا۔وی۔منوہر، جسٹسز]

عدالتی نظم وضبط – عدالت عالیہ – چیف جسٹس کا اپنی عدالت عالیہ کے بنچوں کو تشکیل دینے کا اختیار – اس سلسلے میں دی گئی ہدایات کی تعمیل کرنا ججز کا فرض – اس طرح کی ہدایت کو نظر انداز کرنا – ناپسندگی کا اظہار۔

مدعا علیہ نے عدالت عالیہ میں عرضی درخواست دائر کی۔عرضی درخواست عدالت نمبر 28 میں مسٹر جسٹس اے پی سنگھ کے سامنے درج کی گئی تھی۔ 19.12.1995 پر ان کی طرف سے منظور کردہ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ معاملہ منظور کر لیا گیا تھا لیکن درخواست گزار کی درخواست کے مطابق اسے 21.12.1995 پر اٹھایا جائے گا۔عرضی درخواست کو اس عدالت میں واحد جج کے سامنے 21.12.1995 پر غیر درج شدہ کیس کے طور پر رکھا گیا تھا۔ 21.12.1995 کے لیے فہرست مقدمات نے اس جج کے سامنے اس عرضی درخواست کو درج نہیں کیا۔کیس 22.12.1995 کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔اس عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے صبح کو جسٹس اے پی سنگھ کے ساتھ مسٹر جسٹس وی این کھرے کی صدارت میں دو نفری بنچ کی تشکیل نو کی۔فہرست مقدمات میں اس دو نفری بنچ کے آئین کو اصل میں تشکیل شدہ دکھایا گیا تھا۔اس طرح کی تشکیل جسٹس اے پی سنگھ دو نفری بنچ میں شامل نہیں ہوئے۔وہ عدالت کمرہ نمبر 28 میں اکیلا بیٹھا تھا۔انہوں نے اس عرضی درخواست کو یک طرفہ طور پر منظور کیا حالانکہ یہ درخواست اس تاریخ کی فہرست مقدمات میں درج نہیں تھی۔یہ اپیل واحد جج کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی تھی۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: یہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کا اختیار ہے کہ وہ اپنی عدالت عالیہ کے بنچوں کی تشکیل کرے اور ایسے بنچوں کو کام مختص کرے۔عدالتی نظم وضبط کے لیے ضروری ہے کہ عدالت عالیہ کے خصوصی جج اپنے چیف جسٹس کی طرف سے اس سلسلے میں دی گئی ہدایات کی تعمیل کریں۔درحقیقت ایسا کرنا ان کا فرض ہے۔انفرادی جج ان معاملات کا انتخاب اور انتخاب نہیں کر سکتے جو وہ سنیں گے یا فیصلہ کریں گے اور نہ ہی وہ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اکیلے بیٹھیں یا دو نفری بنچ میں بیٹھیں۔جب چیف جسٹس نے جسٹس وی این کھرے اور جسٹس اے پی سنگھ کی ڈویژن بنچ تشکیل دی تھی، تو جسٹس اے پی سنگھ پر یہ واجب تھا کہ وہ جسٹس وی این کھرے کے ساتھ دو نفری بنچ میں بیٹھیں اور اس دو نفری بنچ کو تفویض کردہ کام کو نمٹائیں۔جسٹس اے پی سنگھ کی طرف سے عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی طرف سے دی

گئی انتظامی ہدایات کونظرانداز کرنااوران معاملات کواٹھانے کے لیے اکیلے بیٹھنا سب سے زیادہ نامناسب تھا جوان کے خیال میں انہیں اٹھانا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر اسے اصل میں 22.12.1995 پرتنہا بیٹھے ہوئے دکھایا گیا تھا، جب بینچ کی تشکیل نوکی گئی تھی اور اسے اس طرح سے آگاہ کیا گیا تھا، تو اسے اس دندونفری بینچ میں بیٹھنے کی ضرورت تھی اور وہ اس ہدایت پرعمل کرنے کا پابند تھا۔ اگر کوئی دشواری ہوتی تو چیف جسٹس کے پاس جاکر صورتحال کی وضاحت کرنا ان کا فرض تھا تاکہ چیف جسٹس اس سلسلے میں مناسب ہدایات دے سکیں۔لیکن وہ خود چیف جسٹس کی دی گئی ہدایات کونظرانداز نہیں کرسکتے تھے اور اکیلے بیٹھنے کا انتخاب نہیں کرسکتے تھے۔ یہ طرزعمل جوعدالتی نظم وضبط اور عدالت عالیہ کے مناسب کام کاج کو مکمل طور پر کمزور کرتا ہے، اس کی مذمت کی جاتی ہے۔[E-H –403، A–404]

دیوانی اپیل کاعدالتی حداختیار 1996: کی دیوانی اپیل نمبر12982۔

1980 کے سی ایم ڈبلیونمبر 7013 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 22.12.95 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے آر ڈی اپادھیائے

جواب دہندگان کے لیے ڈی کے گرگ اور ایم سی ڈھنگڑا

عدالت کافیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایم آر ایس سجا تا بنام منوہر، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل الہ آباد عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کے سول مسک میں 22.12.1995 کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے۔ 1980 کی تحریری درخواست نمبر7013۔ مذکورہ فیصلے کے ذریعے فاضل واحد جج نے پہلے مدعاعلیہ سابق فریق کی طرف سے دائرعرضی درخواست کی اجازت دے دی ہے۔ 22.12.1995 پر، اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے حلف نامے میں بیان کردہ وجوہات کی بناء پر التوا کا مطالبہ کرتے ہوئے 22.12.1995 کے حلف نامے کی حمایت میں درخواست دی تھی۔ یہ درخواست منظور نہیں کی گئی۔ اس کے بعد فاضل وکیل مقدمے میں پیش نہیں ہوا اور متنازعہ فیصلہ ایک طرف سے منظور کرلیا گیا ہے۔ 19.12.1995، 21.12.1995 اور 22.12.1995 پر فاضل واحد جج عدالت میں جو کچھ ہوا اس سے متعلق خصوصی اجازت کی درخواست میں کیے گئے کچھ دعووں کے پیش نظر ہم نے الہ آباد عدالت عالیہ کے رجسٹرار کو ہدایت کی کہ وہ اس سلسلے میں ہمارے سامنے اسٹیٹس رپورٹ پیش کریں تاکہ ہم دعووں کی تعریف کرسکیں اور ان سے نمٹ سکیں۔ الہ آباد ہائی عدالت کے رجسٹرار نے ہمارے سامنے 19.12.1995، 21.12.1995 اور 22.12.1995 کے لیے روزانہ کی وجوہات کی فہرستوں کے ساتھ ساتھ مذکورہ عرضی درخواست سے متعلق فردحکم بھی دائر کی ہے۔

19.12.1995 پر عرضی درخواست عدالت نمبر 28 میں معزز جسٹس اے پی سنگھ کے سامنے درج کی گئی تھی۔ 19 دسمبر 1995 کو ان کی طرف سے منظور کیا گیا حکم اس اثر کے لیے ہے کہ اپیل گزاروں (ہائی کورٹ کے سامنے مدعا علیہان) کے وکیل کی طرف سے ایک بیماری کی پرچی موصول ہوئی ہے حالانکہ اپیل گزاروں کی نمائندگی کرنے والے دیگر وکیل بھی درج ہیں۔آگے چل کر کہتے ہیں:" کیس کو قابل کرلیا جاتا ہے لیکن درخواست کنندگان کے وکیل کی درخواست کے مطابق، اس پر 21.12.1995 پر غور کیا جائے گا جس تاریخ کو اسے کسی بھی بنیاد پر ملتوی نہیں کیا جائے گا۔درخواست کنندگان کے لیے قابل وکیل جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل کو مطلع کرسکتے ہیں کہ کیس 21.12.1995 پر اٹھایا جائے گا۔

اس حکم کے پیش نظر، عرضی درخواست کو غیر درج شدہ کیس کے طور پر عدالت نمبر 28 میں فاضل واحد جج کے سامنے 21.12.1995 پر رکھا گیا تھا۔ 21.12.1995 کے لیے روزانہ کی وجوہات کی فہرستوں میں اس عرضی درخواست کو فاضل جج کے سامنے درج نہیں کیا گیا ہے۔فاضل واحد جج کی طرف سے 21.12.1995 پر منظور کردہ حکم مندرجہ ذیل ہے :

شری لال جی پانڈے نے جواب دہندگان کے وکیل نے کہا ہے کہ وہ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ کیس آج کے لیے پوسٹ کیا گیا ہے۔وہ استدعا کرتے ہیں کہ کیس کل رکھا جائے تاکہ وہ کیس تیار کرسکیں۔کل پیش کریں (22.12.12)1995.) صبح 10.00 بجے"

یہ اپیل گزاروں کے فاضل وکیل کا معاملہ ہے کہ جب وہ 21.12.1995 پر عدالت سے باہر آئے تو انہیں ایک نامعلوم شخص نے دھمکی دی اور کیس میں پیش نہ ہونے کو کہا۔اس کا دعوی ہے کہ اس نے اسی دن فاضل واحد جج سے اس کا ذکر کیا تھا۔انہوں نے الہ آباد عدالت عالیہ کے معزز چیف جسٹس کے سامنے اس واقعے کا ذکر کرنے کا بھی دعوی کیا ہے۔تاہم، کی گئی کارروائی، اگر کوئی ہو، کے بارے میں ریکارڈ پر کوئی مواد موجود نہیں ہے۔

22-12-1995 کو الہ آباد عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے صبح کے وقت جسٹس اے پی سنگھ کے ساتھ مسٹر جسٹس وی این کھرے (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) کی صدارت میں دو نفری بنچ کی تشکیل نو کی۔روزانہ کی وجوہات کی فہرستوں میں اس دو نفری بنچ کے آئین کو اصل میں تشکیل دیا گیا تھا یعنی عزت مآب جسٹس وی این کھرے اور عزت مآب جسٹس سید رفعت عالم۔چیف جسٹس نے ڈویژن بنچ کی تشکیل نو کرتے وقت عدالت روم نمبر 36 کا دوسرا کام جسٹس رفعت عالم کو سونپا۔اس طرح کی تشکیل نو پر دونوں معزز ججوں کو عزت مآب چیف جسٹس کی طرف سے کیے گئے انتظامات سے آگاہ قابل۔تاہم جسٹس اے پی سنگھ جسٹس وی این کھرے کے ساتھ دو نفری بنچ میں نہیں بیٹھے۔جب جسٹس اے پی سنگھ دو نفری بنچ میں شامل نہیں ہوئے تو معزز چیف جسٹس کو صورتحال سے آگاہ کیا گیا۔اس کے بعد انہوں نے ہدایت دی کہ جسٹس آلوک چکرورتی سے جسٹس وی این کھرے کے ساتھ شامل ہونے کی درخواست کی جائے اور اسی کے مطابق دو نفری بنچ تشکیل دی گئی۔مسٹر جسٹس اے پی سنگھ عدالت روم نمبر 28 میں اکیلے بیٹھے تھے۔کے لیے قابل جج کی ڈیلی روزانہ کی وجوہات کی فہرستوں میں بھی مذکورہ عرضی درخواست درج نہیں کی گئی تھی۔اس نے مذکورہ عرضی درخواست سنی، جس کی اجازت اس نے اپنے 22.12.1995 کے فیصلے اور حکم نامے سے دی تھی۔

رجسٹرار کا حلف نامہ کسی حد تک تشویشناک صورتحال کا انکشاف کرتا ہے۔ یہ چیف جسٹس کا اختیار ہے کہ وہ اپنی عدالت عالیہ کے بنچوں کی تشکیل کرے اور ایسے بنچوں کو کام مختص کرے۔ عدالتی نظم وضبط کے لیے ضروری ہے کہ عدالت عالیہ کے خصوصی جج اپنے چیف جسٹس کی طرف سے اس سلسلے میں دی گئی ہدایات کی تعمیل کریں۔ درحقیقت ایسا کرنا ان کا فرض ہے۔ انفرادی جج ان معاملات کا انتخاب اور انتخاب نہیں کر سکتے جو وہ سنیں گے یا فیصلہ کریں گے اور نہ ہی وہ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ اکیلے بیٹھیں یا دو نفری بینچ میں بیٹھیں۔ جب چیف جسٹس نے جسٹس وی این کھرے اور قابل جج کی ڈویژن بنچ تشکیل دی تھی، تو یہ جج پر واجب تھا کہ وہ جسٹس وی این کھرے کے ساتھ دو نفری بنچ میں بیٹھے اور اس دو نفری بنچ کو تفویض کردہ کام کو نمٹائے۔ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی طرف سے دی گئی انتظامی ہدایات کو نظر انداز کرنا اور ان کے خیال میں ان معاملات کو اٹھانے کے لیے اکیلے بیٹھنا ان کی طرف سے سب سے زیادہ نامناسب تھا۔ یہاں تک کہ اگر اسے اصل میں 22.12.1995 پر تنہا بیٹھے ہوئے دکھایا گیا تھا، جب بینچ کی تشکیل نو کی گئی تھی اور اسے اس طرح سے آگاہ کیا گیا تھا، تو اسے اس دن ڈویژن بینچ میں بیٹھنے کی ضرورت تھی اور وہ اس ہدایت پر عمل کرنے کا پابند تھا۔ اگر کوئی دشواری تھی تو یہ ان کا فرض تھا کہ وہ چیف جسٹس کے پاس جائیں اور صورتحال کی وضاحت کریں تا کہ چیف جسٹس اس سلسلے میں مناسب ہدایات دے سکیں۔ لیکن وہ خود چیف جسٹس کی دی گئی ہدایات کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے اور اکیلے بیٹھنے کا انتخاب نہیں کر سکتے تھے۔ ہم اس رویے کی مذمت کرتے ہیں جو عدالتی نظم وضبط اور عدالت عالیہ کے مناسب کام کاج کو مکمل طور پر کمزور کرتا ہے۔

ان افسوسناک حالات کو دیکھتے ہوئے جن میں متنازعہ حکم فاضل واحد جج کی طرف سے ایک طرفہ طور پر منظور کیا گیا تھا، ہم نے متنازعہ حکم کو ایک طرف رکھ دیا اور معاملے کو قانون کے مطابق میرٹ پر فیصلے کے لیے عدالت عالیہ کو بھیج دیا۔ اس معاملے کو عزت مآب چیف جسٹس کے ذریعے کسی دوسرے فاضل واحد جج کے سامنے رکھا جا سکتا ہے۔

اخراجات کے حوالے سے بغیر کسی حکم کے اپیل کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔

آر۔اے۔

اپیل نمٹا دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:17
I am the author of this document